حضرت مولانا سید محمد رابع ندوی
ناظم اعلیٰ ندوۃ العلماء لکھنؤ انڈیا

نئی صدی اور مسلمان

گزشتہ کئی صدیاں مسلمانان عالم کے حق میں سیاسی و معاشی لحاظ سے سخت حالات کی صدیاں رہی ہیں ان میں مشرقی قوموں اور خاص طور پر مسلمانوں کو ایک طرح سے بے چارگی مظلومیت اور مصائب کے حالات سے گزرنا پڑا، ان ہی حالات میں گزشتہ صدی کا آغاز ہوا جس میں مسلمان ملکوں کو یا جہاں مسلم حکومتیں رہی ہیں جیسا بر صغیر ہندوستان کے علاقے ان کیلئے تو یہ دور آزمائشوں کا اور سامراجی طاقتوں کے ظلم وجور کو جھیلنے اور کسی حد تک مقابلہ کرنے میں گزرا اور بر صغیر میں حالات کا سخت حصہ گزشتہ صدی سے قبل کی صدی میں سامراج سے گلو خلاصی کی انقلابی کوشش کی ناکامی سے شروع ہوا جس میں کئی کئی ہزار علماء کو پھانسی پر چڑھایا گیا اور ان کی جائیدادوں کو ضبط کیا گیا اور تمام عالی ہمت افراد کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی، ظلم اور جبر وہمت شکنی کا یہ سلسلہ تقریباً نو دہائیوں تک جاری رہا۔ جس میں اصلاً ان کو انقلابی کوشش یعنی حصول آزادی کی کوشش کی بھرپور سزا دی جاتی رہی اور تقریباً یہی وہ عہد تھا جس میں دوسری طرف سامراجی ملکوں میں علم و تمدن ترقی پر ترقی کر رہا تھا اور ان کے اصحاب اپنے وسائل زندگی اور سیاسی اور اقتصادی تفوق کی بنیاد پر مشرقی ممالک کی قوموں کا پورا استحصال بھی کر رہے تھے۔

یہ سلسلہ مشرق میں ملائیشیا انڈونیشیا سے لے کر مغرب میں مراکش تک پھیلا ہوا تھا، چنانچہ ان ممالک کی سامراج گرفتہ قوموں میں سے جو قومیں سر اٹھا سکتی تھیں ان کو ان کے آقاؤں کی طرف سے کچلنے اور آخری حد تک کمزور بنانے کی تدبیریں کی جارہی تھیں اور ترکی جو مسلمانوں کے لئے گزشتہ کئی صدیوں سے طاقت وعظمت کی علامت بنا ہوا تھا، سیاسی اور اقتصادی بے عملی اور اسباب برتری میں کمزوری کا شکار ہو رہا تھا اور اپنی دشمن طاقتوں سے مات کھا رہا تھا بالآخر گزشتہ صدی صرف ربع گزری تھی کہ اس کی عظمت پارہ پارہ ہو گئی اور وہ مغربی طاقتوں کا دست نگر بن گیا اس طرح پورے عالم اسلام میں شکست خوردگی اور مایوسی کی کیفیت عام ہو گئی اور سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ مغربی اقتدار کا لایا ہوا نظام تعلیم اپنی پس ماندہ محکوم قوموں کو علم و ہنر کے چشموں سے سیراب کرنے کے بہانے اپنے بنائے ہوئے نئے سانچے میں مشرقی فرزندان قوم کے دماغوں کو ڈھالنے لگا، اور اس نظام تعلیم کی راہ سے بننے والے

اکثر افراد مغرب کے پورے تابعدار بننے لگے اور اس طریقہ سے پورے مشرق میں جسمانی غلامی کے ساتھ ذھنی غلامی بھی عام ہو گئی ایسی صورت میں مشرقی ملکوں کا مستقبل بہت مبہم اور اس میں روشنی کی کرن مفقود نظر آنے لگی تھی' لیکن اس احساس مظلومیت وشکست خوردگی اور اپنے شاندار ماضی کی یاد نے امت مسلمہ کے فرزندوں کی ایک تعداد کو جن کے سرخیل علمائے دین تھے شمالی افریقہ کے ممالک نیز بلقان کے خطہ اور برصغیر ہندوستان میں مسلم قائدین نے اپنی غیرت ملی کے تحت ممکنہ جدوجہد میں دریغ نہیں کیا اور اپنی قربانیوں سے سامراجی طاقتوں کو ہلا کر رکھ دیا دوسری طرف یہ مسلمانوں کے عظیم ماضی کی یادیں تھیں جو قوموں کی تاریخ میں عروج وزوال کے قدرتی عمل کے وجود میں آنے کی طرف اشارہ کر رہی تھیں یہ کہ کوئی قوم یا ملک کتنی ہی ترقی کر جائے بہر حال ان کی بھی ایک عمر ہوتی ہے اس کے اسباب زوال اپنا کام کرنے لگتے ہیں' اس لئے مایوسی کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے اور جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے ان کے پاس زندہ اور تابندہ آسمانی کتاب اور محفوظ راہنمائی کرنے والی مذہبی تعلیمات موجود ہیں' چنانچہ انہی کا سہارا لے کر اللہ کے کچھ بندے اپنی کوشش میں لگے ہوئے تھے' انہوں نے دو محاذوں پر جہت اختیار کر رکھی تھی ایک محاذ سامراجی اقتدار کو ختم کرنے کی جدوجہد کا تھا اور دوسرا محاذ سامراجی نظام تعلیم کی سامراجیت کا مقابلہ کرنے کے لئے ملت اسلامیہ کی دینی وثقافتی طور پر بقاء و حفاظت کے لئے دینی تعلیم کے مراکز قائم کرنے کا تھا' تاکہ ملت کے نوجوانوں کو ذھنی غلامی سے بھی بچایا جاسکے چنانچہ ان کوششوں اور توجہات سے مختلف جگہوں پر ایسے حالات پیدا ہوئے جن سے مستقبل کی راہ کھلتی گئی اور مسلمانوں کے حیات نو کے اشارے ظاہر ہوتے گئے اور گزشتہ صدی مشکل سے نصف گزری ہوگی کہ یہ ممالک طوق غلامی سے خلاصی حاصل کرنے لگے اور ان کے ساتھ ذھنی وعلمی بیداری میں بھی اضافہ ہوا جس سے اسلامی طاقتوں کو مستقبل کے بہتر ہونے کی اچھی توقع قائم ہوئی' اس کی بناء پر مختلف اہل فکر کہنے لگے کہ اگلی صدی اسلام کی صدی ہوگی اور بعض اہل دانش یہاں تک کہنے لگے کہ ۲۱ ویں صدی مسلمانوں کی صدی ہوگی جس میں سامراجی طاقتوں کا مکمل زوال اور مسلمانوں کا عروج سامنے آئے گا اور ایسا خیال کرنا کچھ زیادہ غلط بھی نہ تھا کیونکہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی رہنمائی میں عہد اول کی مثالوں پر عمل کیا جائے تو غیر معمولی تغیر لایا جاسکتا ہے جیسا کہ اسلام کے ظہور کے بعد لایا گیا تھا کہ عرب مسلمان ترقی کر کے ۸ ویں صدی عیسوی اور ۱۴ ویں صدی عیسوی کے درمیان اقتدار اور اجتماعی وتعلیمی زندگی کے ہر میدان میں دوسری قوموں سے آگے اور علوم زندگی اور تحقیق وتدبر کے معاملات میں فائق رہے تھے یہ بات ان کو اس صلاحیت اور عمل سے حاصل ہوئی تھی جو کتاب اللہ اور تعلیمات نبویؐ نے ان کو عطا کی تھی لیکن بتدریج ان ہی مسلمان ملکوں میں ان تعلیمات کو اپنی زندگی کا دستور بنائے رکھنا اور اس کی رہنمائی میں

آگے بڑھنے کا اہتمام کرنا بتدریج کم ہوتا چلا گیا اور ترقی و قوت سے جو وسائل راحت' عزت اور منافع ان کو حاصل ہوئے تھے وہ ان ہی میں مشغول ہوتے چلے گئے' چنانچہ مسلمان من حیث القوم تعلیمات اسلام سے روگردانی اور عالمی میدان عمل میں پست ہمتی اور کمزوری اختیار کرنے پر عروج کے مقام سے گر کر زوال کے مقام تک پہونچ گئے جو آج سے دو صدی قبل پوری طرح عیاں ہو گیا تھا' لیکن ان کو یہ بات محترک بھی کرنے لگی تھی کہ سابق تاریخ کو دوبارہ تازہ کرنے کی کوشش ان کو پھر ان کے سابق مقام عظیم تک رواں دواں کر سکتی ہے اور یہی بات تھی کہ نئی صدی کا استقبال مسلمان ایک اچھی امید کے ساتھ کرنے لگے تھے۔

لیکن اب جبکہ نئی صدی کا آغاز ہو چکا ہے ہم عالم اسلام کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم کو امید کے ساتھ کسی قدر مایوسی بھی نظر آتی ہے امید تو اس بات سے ہے کہ اسلامی فکر کی توضیع اور سربلندی کے تقاضوں کے تذکرہ پر اچھا خاصا لٹریچر پڑھے لکھے طبقے میں پھیلا ہے اس سے مسلمان تعلیم یافتہ طبقہ کے ذہنوں کی اسلامی آبیاری ہوتی ہے' خاص طور پر نوجوانوں میں اس سے اچھا فکر و حوصلہ اور جذبہ پیدا ہوا ہے اور انہوں نے مسلمانوں کی سربلندی کے لئے جو کوششیں کیں ان کے بھی اچھے نتائج سامنے آئے جس کے اثر سے جو خاص بات دیکھنے میں آ رہی ہے وہ یہ کہ آج سے چالیس پچاس سال پہلے دین اور حمیت دین کے حامل زیادہ تر صرف عمر رسیدہ اور بوڑھے لوگ ہوا کرتے تھے' اور مغربی تمدن کے سامنے خود سپردگی اور احساس کمتری زیادہ تر نوجوانوں میں نظر آتی تھی اب اس کے برعکس دینداری اور اسلام کی حمیت کا جذبہ خاص طور پر نوجوانوں میں اور ہر جگہ نمایاں نظر آتا ہے اور مذہبی لٹریچر اور دین کی ضرورت کے احساس نے مسلمانوں کے جدید تعلیم یافتہ طبقہ کی ایک خاصی تعداد کو متاثر کیا ہے اور مسلمانوں کی عمر رسیدہ نسل میں بھی اس کے اثرات نظر آ رہے ہیں' دعوت و سیاست کا کام بھی اچھے پیمانے پر کیا جا رہا ہے اور اسلامی حمیت و تاریخ ماضی کی عظمت کے احساس نے مسلمانوں میں جوش سا پیدا کر دیا ہے جس کو دیکھ کر مغربی اور اسلامی دشمن طاقتوں میں بڑی تشویش اور اسلام بیداری کو روکنے کے لئے بڑی فکر اور توجہ پیدا ہو گئی ہے اس کو دبانے اور کچلنے کے لئے جگہ جگہ ظلم اور سخت گیری اور ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کی شبیہ بگاڑنے کی بھرپور کوشش کی جانے لگی ہے' لیکن اس نے ایک حد تک اسلام کی حمیت اور جوش کو کم کرنے کے بجائے اور بڑھا دیا ہے' دوسری طرف مغرب کے دانشور اور اہل سیاست چونکہ اپنے لئے سب سے بڑا خطرہ مسلمانوں کے اسی دینی جذبہ کو سمجھتے ہیں' چنانچہ وہ دیگر مختلف تدابیر سے بھی اس کو دبانے اور ختم کرنے کے لئے لگے ہوئے ہیں اور ایسا عمل اقتصادی اور سیاسی دباؤ اور دھوکہ اور فریب سے ذہنوں کو راہ راست سے ہٹانے کی تدبیروں سے کیا جا رہا ہے اور اس کے لئے ایسا اسلوب اختیار کیا جا رہا ہے

کہ اس کو سمجھنا بعض وقت بہت مشکل ہو جاتا ہے' انہی تدابیر میں ایک تدبیر مسلمانوں کے مختلف گروپوں میں جوش پیدا کر کے آپس کا ٹکراؤ پیدا کر دینا ہے۔

ادھر گزشتہ بیس سال میں مسلم ممالک کی کئی آپسی جنگوں میں یہی مقصد کار فرما رہا ہے اور اب جبکہ پوری دنیا کو تنہا ایک حکومت کے تحت لے آنے کی کوششیں جاری ہیں جس کا سربراہ یہود نواز امریکہ ہے' مسلم دشمنی کے مقاصد کو بڑی تقویت مل جانے کا اندیشہ ہے اس سے بچاؤ کے لئے دو باتوں کی بڑی ضرورت ہے' ایک تو یہ کہ مسلمانوں کے دینی و اسلامی جوش کو اسلام دشمن طاقتوں کے مکارانہ استحصال سے بچایا جائے اس کیلئے گہری نظر اور حالات وواقعات سے وسیع واقفیت کی ضرورت ہے دوسری بات جسکی شدید ضرورت ہے وہ یہ کہ مغرب کو جن وسائل پر زیادہ قابو حاصل ہے اسمیں ایک عسکری اور دوسرے اقتصادی وسائل میں ان پر قابو پانا اصلا مسلمان حکومتوں کا کام ہے اور وہ اس وقت اس سلسلہ میں بالکل ناکارہ ثابت ہو رہی ہیں اور بظاہر ابھی جلدی وہ اس پر قابو نہ پا سکیں گی اس میں مسلم عوام اپنے جذبہ وہمت اور غیرتِ دینی کے اثر سے کچھ کر سکیں تو وہ الگ بات ہے لیکن اس کا بہت زیادہ نتیجہ خیز ہونا دشواری رکھتا ہے البتہ تعلیم اور ابلاغ ایسا ذریعہ ہے کہ اس میں تعلیم یافتہ مسلمان اپنی کمزوری کو دور کرنا چاہیں تفوق پیدا کرنا چاہیں تو یہ زیادہ دشوار نہیں ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم علمی وفکری میدان میں تفوق پیدا کریں اور اس کی صلاحیت عوام میں عام کریں جسکے ذریعہ ہم طاقت واثر کے بہت سے وسائل پر قابو پا سکیں گے اپنے مخالفین کی رائے پر اثر انداز ہو سکیں گے اور اسلام کے پیغام اور اسکی انسانیت نوازی وحق پرستی کو انکے ذہنوں میں بٹھا سکیں گے اور اس طرح ہم اگر اپنے مخالفین کے دانشور طبقہ کو متاثر کر سکیں گے تو یہ ہماری بہت بڑی جیت ہوگی کیونکہ قوموں اور ملکوں کی قیادت دانشور طبقہ ہی کرتا ہے اور اس کیساتھ ساتھ ابلاغی وسائل کو ہم اپنے قابو میں لا سکیں یا متوازی ذریعہ ابلاغ جو عالمی سطح پر اثر ڈال سکتا ہو اس میں امتیاز پیدا کر سکیں تو ہمارے دشمنوں کی طرف سے حقائق کو مسخ کرنے اور مسلمانوں کے چہرہ کو بگاڑنے کی جو سازش بڑے پیمانہ پر چل رہی ہے اس سازش کو ہم ناکام بنا سکتے ہیں اس طریقہ سے ہم رائے عامہ جو موجودہ دور میں بڑی غیر معمولی طاقت سمجھی جاتی ہے اس کو اپنا معاون اور ہمدرد بنا سکتے ہیں' لیکن یہ باتیں ایسی ہیں کہ ہم کو جذباتیت سے بلند ہو کر حکمت کے ساتھ اور وسیع طرقہ سے اپنانا ہوگا اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اس میں بڑی کوتاہی ہوئی ہے اور اس کوتاہی کا سلسلہ جاری ہے اور ہم اس کوتاہی کو دور کرنے کی طرف ویسی توجہ نہیں دے رہے ہیں جیسی دینا چاہیے تھی اسلئے ہم کو اس طرف خصوصی توجہ کرنا ہے۔

مسئلہ اس وقت بہت سنگین بن جاتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ علمی و ابلاغی محاذ پر مخالفین

اسلام سرگرم ہیں اور ہماری طرف سے اس کو اہمیت نہیں دی جارہی ہے اور بعض وقت ہم ایسی جذباتیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں جس سے ہمارے مقصد کو کوئی دیرپا فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور دشمن اس سے اپنا دیرپا فائدہ اٹھالیتا ہے اگر ہم کو اس صدی کو اسلامی صدی بنانا ہے تو جوش و جذبہ کی بیداری قائم رکھتے ہوئے علمی و دعوتی بیداری پر بھی زیادہ توجہ صرف کرنا ہوگی بلکہ جوش پر ہوش کو غالب کرنا ہوگا لیکن اس کیساتھ بساتھ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم کو اپنی انفرادی زندگیوں میں اس اعلیٰ کردار کو بحال کرنا ہوگا کہ جو دوسروں پر اثرانداز ہونے اور اور معاملات کو صحیح رخ دینے میں اہم ترین کام انجام دیتا ہے اور جو اسلام کے متعلق حسن ظن پیدا کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور اسلام کو سرعت کیساتھ دنیا میں پھیلنے کا فائدہ دراصل ایسے ہی اعلیٰ کردار کی بنا پر ہوا ہے اور دراصل ہمارے دنیاوی زوال کی تاریخ بھی ہمارے اسلامی کردار و سیرت میں زوال پیدا ہونے سے جڑی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "

وانتم الاعلون ان کنتم مومنین "

"تم سب سے بلند رہوگے اگر تم ایمان والے ہوئے"

لہٰذا مسلمانوں کی سربلندی دراصل انکے اسلامی کردار و سیرت سے وابستہ ہے اسکے بغیر عزت و سربلندی حاصل نہیں ہوسکتی اور اس کردار و سیرت کو پیدا کرنے کیلئے ہم کو دعوتی کام بڑے وسیع اور مخلصانہ پیمانہ پر کرنا ہوگا اس کے بغیر نہ ہمارا حال اچھا ہوسکتا ہے اور نہ ہمارا مستقبل شاندار ہوسکتا ہے' موجودہ صدی میں ہماری عظمت کا انحصار اسی پر ہے کہ ہم ان وسائل قوت و اثر کو اختیار کریں جن سے مغرب نے مشرقی قوموں کو غلام بنایا ہے اور علم و تعلیم و ذرائع ابلاغ اور وقت کے مطابق حکمت عملی اور اس کے ساتھ بلکہ اس سے بھی زیادہ اعلیٰ اسلامی حوصلہ اور کردار اختیار کریں جن سے آراستہ ہونے پر اولین اسلامی عہد کی اعلیٰ ترین مثال اور دنیا کی قوموں کے مقابلہ میں سب سے بلند و بالا عہد بنا تھا اللہ تعالیٰ ہم کو ان باتوں کی صحیح توفیق عطا فرمائے۔

ماہنامہ "الرشید" کے مشہور کالم

واردات و مشاہدات

اور **شخصیات' تاثرات' وفیات**

کے متعلق ضخیم اور دلچسپ کتاب ان شاءاللہ ستمبر کے شروع میں آرہی ہے صفحات تقریباً ۷۵۰ کمپیوٹرائزڈ طباعت' عمدہ کاغذ۔ قیمت تین صد روپے

Ph: 7111899

آج ہی خط لکھئے دو صد روپے منی آرڈر کیجئے۔ رجسٹرڈ ڈاک خرچ بذمہ ادارہ۔ مکتبہ رشیدیہ ۲۵۔ لوئر مال لاہور